ادارہ احتساب پاکستان اور اس کا ارتقاء

پروفیسر محفوظ احمد، ایم اے عربی اسلامیات، سانگلہ ہل، شیخوپورہ

عمالِ حکومت اور سرکاری ملازمین کی عوام سے بدعنوانی، بے شائستگی اور انتظامی زیادتیوں کو دور کرنے کے لیے تاریخ اسلام میں عہدِ خلافت راشدہ سے دیوان المظالم کے نام پر ایک باقاعدہ ادارہ قائم کیا گیا۔
پاکستان میں انہی مقاصد کے حصول کے لیے وفاقی محتسب کا ادارہ ۲۴ جنوری ۱۹۸۳ء سے قائم کیا گیا۔
تاریخ اسلام میں محتسب کا ادارہ اس لیے قائم کیا جاتا تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ ساتھ اخلاق، مذہب اور معاشیات کے دائرہ میں عوام کی سرگرمیوں کی نگرانی کی جا سکے۔
پاکستان میں قائم شدہ وفاقی محتسب کا ادارہ اسلام کے دیوان الاحتساب کی بجائے دیوان المظالم سے زیادہ مشابہ ہے لیکن پھر بھی اس ادارے کے سربراہ کا نام ناظر المظالم کی بجائے وفاقی محتسب رکھا گیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ بیسویں صدی عیسوی میں دنیا کے متعدد ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں اومبڈسمین انسٹی ٹیوشن قائم کیے گئے۔ اردو میں اومبڈسمین کا ترجمہ "محتسب" کیا گیا۔
قیامِ پاکستان کے بعد یہاں بھی انتظامی اور سرکاری ملازمین کی بدعنوانیوں کو دور کرنے کے لیے کئی ادارے قائم کیے گئے۔ اس دوران اومبڈسمین کے ادارے نے بین الاقوامی شہرت حاصل کر لی۔ لہٰذا اس ادارے کی اہمیت کے پیشِ نظر پاکستان میں اس ادارے کے قیام کا ذکر ۱۹۷۳ء کے آئین میں کیا گیا۔
زیرِ نظر مقالے میں اس ادارے کے قیام کے تفصیلی پس منظر کو دیکھنے کے لیے پاکستان میں ادارہ احتساب کے ارتقاء کے علاوہ احتساب کا قدیم و جدید تاریخی پس منظر بھی ذکر کیا جائے گا۔

احتساب کا قدیم تاریخی پس منظر

سرکاری افسران کے خلاف عوام کی شکایات کی تحقیق اور دادرسی کا تصور عہد قدیم میں بھی موجود تھا۔ ابتدا میں قدیم رومن حکمرانوں نے شاہی افسران کے خلاف شکایات کی تفتیش و تحقیق کا عمل شروع کیا تھا[۱]۔ رومیوں کی طرح شاہان فارس بھی اپنے اعلیٰ ملازمین کے خلاف عوام کی شکایات کی تحقیقات کر کے مظلوم عوام کی دادرسی کرتے[۲]۔ عربوں نے قدیم دور میں جب رومیوں اور فارسیوں سے تعلقات قائم کیے تو انھوں نے بھی دادرسی کے اس تصور کو اپنایا۔

تاریخ اسلام میں سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مظالم کی دادرسی کی آپ کی اتباع میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی اس فرض کو خود ادا کرتے رہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ راشد ہیں جنہوں نے عوام کی عمال حکومت کے خلاف شکایات کی تحقیقات کے لیے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا[۳] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دیوان کو باقاعدہ منظم کیا۔ عبدالملک بن مروان نے پہلی بار مظالم کی دادرسی کے لیے دن مقرر کرنے کے علاوہ اپنے ساتھ قاضی (ابوادریس ازوی) کو بھی مقرر کیا[۴]۔ اس طرح مظالم کی دادرسی کا وہ سلسلہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا مسلمانوں کے ہر دور حکومت میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا۔

مظالم کی دادرسی کا یہ تصور یورپ میں سسلی کے ذریعہ پہنچا۔ سسلی کے کنگ راجر دوم (۱۱۴۰ء-۱۱۵۴ء) نے سب سے پہلے اس نظام کو سسلی میں متعارف کرایا[۵]۔

احتساب کا جدید تاریخی پس منظر

محتسب کو انگریزی میں اومبڈسمین (OMBUDSMAN) کہا جاتا ہے نوح ویبسٹر نے اومبڈسمین کا ترجمہ یہ کیا ہے:

An appointed Public official who investigates activities of government agencies that may infringe on the rights of individuals. (6)

اومبڈس مین سے مراد وہ سرکاری ملازم ہے جسے افراد کے حقوق غصب کرنے کے متعلق سرکاری اداروں کے معاملات کی چھان بین کے لیے مقرر کیا جاتا ہے :

انسائیکلو پیڈیا انٹرنیشنل میں اومبڈس مین کے متعلق لکھا ہے اومبڈس سے مراد وہ سرکاری ملازم ہے جو قانون سازی میں خود مختار ہے اور جس کا فرض یہ ہے کہ وہ سرکاری ملازمین کے پاس عوام کے حقوق کا تحفظ کرے ۔ اومبڈس مین کسی بھی ایسے شخص کے متعلق براہ راست یا بیوروکریسی کے ذریعہ اقدام کر سکتا ہے ۔ جو اپنے سرکاری فرض کو نظر انداز کرے یا اسے غلط استعمال کرے ۔ ؀

انسائیکلو پیڈیا ایوری مین میں ہے :

Scandinavian term for anofficial appointed to investigate complaints against the action of government department... the principle of the Ombudsman's office that he works to secure the redress of the private citizens grievances.(8)

یعنی سکینڈے نیوین ممالک (سویڈن ، ڈنمارک اور ناروے) کی اصطلاح میں اومبڈس مین سے مراد وہ آفیسر ہے جسے سرکاری محکموں کے خلاف شکایات کی تحقیقات کے لیے مقرر کیا جاتا ہے ۔ اس کے دفتر کا عام اصول یہ ہے کہ وہ عام شہریوں پر ڈھائے گئے مظالم کی داد رسی کرے ۔

خلاصہ یہ کہ اومبڈس مین اس افسر کو کہا جاتا ہے جس کو حکومت اس لیے متعین کرتی ہے تاکہ سرکاری ملازمین عوام پر جو مظالم ڈھائیں ان معاملات میں وہ ان کی داد رسی کرے ۔

اومبڈس مین کی جدید تاریخ کا آغاز سویڈن سے ہوتا ہے ۔ ۱۷۱۳ء میں سویڈن کے بادشاہ نے ایک افسر متعین کیا جسے چانسلر آف جسٹس کہا جاتا ۔ اس کا بنیادی فرض یہ تھا کہ وہ شاہی افسران کے خلاف شکایات کی

تحقیقات کے بقول سٹیسی :

In 1713 the Sweedish King appointed an officer who came to be known as the Chancellor of Justice, to investigate complaints against royal officials. When Sweeden gained a democratic constitition in 1809, Parliament appointed its own officer, the Justice Ombudsman to investigate complaints from citizens. (9)

یعنی ۱۷۱۳ء میں بادشاہ نے شاہی افسران کے خلاف شکایات کی تحقیقات کے لیے چانسلر آف جسٹس کے عہدے پر ایک افسر متعین کیا۔ سویڈن کے جمہوریہ بننے کے بعد ۱۸۰۹ء میں پارلیمنٹ نے جسٹس اومبڈسمین مقرر کیا تاکہ وہ شہریوں کی شکایات کا ازالہ کرے۔

۱۹۶۸ء میں پارلیمنٹ کے فیصلے پر اس محکمے میں مزید تبدیلیاں کی گئیں جس میں ایک اہم تبدیلی یہ تھی کہ سویڈن میں ایک کی بجائے چار اومبڈسمین متعین کئے گئے جن میں سے ایک چیف اومبڈسمین کہلاتا ہے[10]

سویڈن میں اس ادارے کی کامیابی کے بعد فن لینڈ میں ۱۹۱۹ء میں اومبڈسمین مقرر کیا گیا۔ اگرچہ ابتدا میں یہاں اومبڈسمین کو اتنی اہمیت حاصل نہ ہوئی البتہ آہستہ آہستہ یہاں کا اومبڈسمین سویڈن کے چانسلر آف جسٹس کے مقام کو پہنچ گیا[11]

ناروے میں ۱۹۵۲ء میں فوجی اومبڈسمین اور ۱۹۶۲ء میں سول اومبڈسمین مقرر کئے گئے۔

ڈنمارک میں یہ ادارہ ۱۹۶۲ء میں قائم کیا گیا[12]

بہر حال ان ممالک میں اس ادارے نے بہت حد تک مفید مقاصد حاصل کئے اور عوام میں مقبولیت پائی۔

اسی لیے بعد میں دیگر یورپی ممالک میں بھی یہ ادارہ قائم کیا گیا۔

۱۹۶۲ء میں نیوزی لینڈ میں اومبڈسمین کا تقرر عمل میں لایا گیا[13] ۱۹۶۰ء میں برطانیہ کی برٹش سیکشن آف دی انٹرنیشنل کمشن آف جیورسٹس نے اومبڈسمین کے تقرر کی سفارش کی۔ جس کے نتیجے میں ۱۹۶۶ء

میں پارلیمنٹری کمشنر کا تعین عمل میں لایا گیا جس کے فرائض اومبڈسمین جیسے تھے البتہ پارلیمنٹری کمشنر کے دفتر میں بیشتر درخواستیں ارکان اسمبلی کی وساطت سے موصول کی جاتی تھیں۔ پارلیمنٹری کمشنر کا دفتر باقاعدہ طور پر ۱۹۶۷ء میں لیبر گورنمنٹ کے دور میں قائم کیا گیا اور اسے پارلیمنٹری کمشنر فار ایڈمنسٹریشن کیا جانے لگا۔[14]

برطانیہ کے بعد کینیڈا کے آٹھ صوبوں میں صوبائی اومبڈسمین مقرر کئے گئے جب کہ ۱۹۷۱ء میں وفاقی قیدیوں کے لیے اومبڈسمین فار دی فیڈرل پریزن مقرر کیا گیا۔[15]

اس دوران امریکہ میں بھی اس ادارے نے مقبولیت حاصل کی اور ۱۹۶۹ء میں امریکی ریاست حواج (Hawajj) میں پہلا اومبڈسمین مقرر کیا گیا اس کے بعد ۱۹۷۱ء میں نبراسکا میں، ۱۹۷۲ء میں لوا میں اور ۱۹۷۵ء میں آلاسکا میں اومبڈسمین مقرر کئے گئے۔[16] امریکہ میں ریاستی سطح کے علاوہ اہم شہروں، یونیورسٹیوں اور اہم تجارتی اداروں میں بھی اومبڈسمین طرز کے آفیسر مقرر کئے گئے جو عوام کی شکایات کا ازالہ کرتے تھے۔[17]

آسٹریلیا میں فیڈرل اومبڈسمین کے علاوہ تمام ریاستوں میں بھی پراونشل اومبڈسمین مقرر کئے گئے۔[18]

فرانس جہاں انتظامی عدالتی نظام بہت اعلیٰ تھا وہاں بھی اس ادارے کو ۱۹۷۶ء میں قائم کیا گیا البتہ یہاں اومبڈسمین کو میڈی ایٹر کا نام دیا گیا۔[19]

ان ممالک کے علاوہ اٹلی، اسرائیل، سوئٹزرلینڈ، مغربی جرمنی، آسٹریا، آئرلینڈ، نیدرلینڈ، پرتگال، آئس لینڈ، اور سپین میں بھی اس ادارے کو قائم کیا گیا۔[20]

اس ادارے کی افادیت کے پیش نظر جس طرح ترقی یافتہ ممالک نے اومبڈسمین مقرر کئے اسی طرح بعض ترقی پذیر ممالک جن میں تنزانیہ، گیانا، ماریطانیہ، فجی، زمبیا اور نائیجیریا زیادہ معروف ہیں نے بھی اس ادارے کو قائم کیا۔

تنزانیہ میں یہ ادارہ ۱۹۶۶ء میں قائم کیا گیا اور اومبڈسمین کو پارلیمنٹ کمشن آف انکوائری کہا جانے لگا۔ گیانا میں ۱۹۶۷ء میں موریطانیہ میں ۱۹۷۰ء میں فجی میں ۱۹۷۲ء میں زمبیا میں ۱۹۷۳ء میں اور نائیجیریا میں ۱۹۷۴ء میں اومبڈسمین مقرر کئے گئے۔[21]

ہندوستان میں بھی اس ادارے کا قیام کئی سالوں سے زیر غور تھا۔ بالآخر ۱۹۶۴ء میں کمیٹی برائے انسداد بدعنوانی نے سفارش کی کہ مرکزی سطح پر سنٹرل ویجیلنس کمشن مقرر کیا جائے جو عوام کی حکام کے متعلق شکایات

کی داد رسی کرے۔ اس کے بعد ایڈمنسٹریشن ریفارم کمشن نے اپنی عبوری رپورٹ میں اومبڈسمین کے تقرر کی سفارش کی۔ اور اسے لوک پال کا نام دیا۔ رپورٹ میں یہ سفارش بھی کی گئی کہ اس ادارے کا اہم فرض یہ ہو کہ وہ پورے ملک کی نگرانی کرے اسی طرح وزراء مملکت، سیکرٹریٹ اور صوبائی اومبڈسمین کے معاملات کو بھی حل کرے[22]

بالآخر ۱۹۸۵ء میں اومبڈسمین (لوک پال) بل اسمبلی میں پیش کیا گیا اس بل کی دفعہ (۴) میں ہے۔

The Lokpal shall be appointed by the President of India after consultation with the Chief Justice of India. He shall be a peson who is, or has been qualified to be a Judge of the Supreme Court.(23)

یعنی لوک پال ہندوستان کا صدر بھارت کے چیف جسٹس کے مشورہ سے متعین کرے گا۔ لوک پال سپریم کورٹ کے جسٹس کی اہلیت کا حامل ہوگا۔

بہرحال ہندوستان میں فیڈرل اومبڈسمین کی تقرری کا معاملہ ابھی تک التوا میں ہے[24] جب کہ مہاراشٹر، راجستھان، اترپردیش اور اندھراپردیش میں نگران پر وانشل اومبڈسمین (لوک ایوکتا) مقرر کر دیے گئے[25]

خلاصہ یہ کہ اومبڈسمین کی افادیت کے پیش نظر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر تقریباً اکتالیس[41] ممالک نے اپنے ہاں اس ادارے کو قائم کیا[26]

پاکستان میں ادارہ احتساب کا ارتقاء

قیام پاکستان سے قبل ہندوستان میں غرور، تکبر اور اختیارات کا غلط استعمال نوآبادیاتی نظام کی بہت بڑی خصوصیت تھی۔ قیام پاکستان کے بعد یہاں کے بیشتر اعلیٰ ملازمین اس نوآبادیاتی دور کی میراث تھے جنہیں اعلیٰ انتظامی عہدوں پر فائز کیا گیا تھا[27] ان کے ساتھ ساتھ بعض دیانتدار انتظامی افسران بھی تھے جنہوں نے ان افسران کی عوام سے بددیانتی، بداخلاقی اور غیر ذمہ دارانہ رویہ کے متعلق متعدد نکات اٹھائے اور

مظلوم عوام کی دادرسی کے لیے بہت جلد سوچا۔ افسران کی بدعنوانی اور جانبداری روکنے کے لیے
(Prevention of Corruption Act 1947) یعنی انسداد بدعنوانی ایکٹ ۱۹۴۷ء اور اس کے بعد Criminal Law Amendment Act 1948. یعنی فوجداری قانون (تبدیل شدہ) ایکٹ ۱۹۴۸ء نافذ کیا اس کے علاوہ بدعنوانی کے انسداد کے لیے حکومت نے بعض محکمے بھی تشکیل دیے۔ جن میں محکمہ انسداد رشوت ستانی زیادہ اہم ہے[28]۔ ان محکموں کا بنیادی فرض یہ تھا کہ ان افسران پر مقدمہ چلایا جائے جو عوام سے بدعنوانی، غیر مناسب رویہ اور دیگر کوتاہیوں کے مرتکب ہوں[29]۔
ان محکموں کا طریق کار نامناسب ہونے کے باعث مظالم کی دادرسی اور بدعنوانی کے انسداد کے لیے حکومت نے ۱۹۵۵ء میں عدلیہ کو انتظامیہ کے کسی فیصلے اقدام یا کارروائی کے خلاف رٹ قبول کرنے کا اختیار دیا[30]۔

لیکن یہ طریقہ بھی طوالت، قانونی پیچیدگی اور مہنگا ہونے کے باعث اس مقصد کو پورا کرنے میں ناکام رہا۔ اس کے بعد حکومت نے کافی غور و خوض کے بعد چند ایک ایسے ادارے تشکیل دیے جن کا بنیادی مقصد بھی سرکاری افسران کے خلاف عوام کی شکایات سننے کے علاوہ سرکاری محکموں کی نگرانی کرنا تھا بہرحال ان محکموں کی کارکردگی قدرے تسلی بخش رہی۔ اب ان اداروں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

انسپکشن ٹیمیں پاکستان میں مختلف فوجی اور سول حکومتوں کے دوران، صدر، وزیر اعظم، مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، وزیر اعلیٰ کی انسپکشن ٹیمیں تشکیل دی گئیں جن کا بنیادی فرض یہ تھا کہ وہ سرکاری انتظامیہ کی کارکردگی کی نگرانی کریں اور سرکاری محکمہ جات کا معائنہ کریں۔ نیز اس بات کی بھی تحقیق کریں کہ سرکاری افسران اپنے فرائض کی ادائیگی قانون کے مطابق کس حد تک کرتے ہیں۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے جو معائنہ ٹیمیں تشکیل دی گئیں وہ یہ ہیں۔

ا۔ پراونشل انسپکشن ٹیم

سب سے پہلی صوبائی معائنہ ٹیم ۱۹۶۰ء میں گورنر مغربی پاکستان انسپکشن ٹیم تشکیل دی گئی۔ جس کا فرض یہ تھا کہ وہ گورنر کی ہدایت کے مطابق صوبائی حکومت کے کسی بھی محکمے کی انکوائری کریں۔
۱۹۶۲ء کے مارشل لاء دور میں صوبائی سطح پر (پنجاب میں) دو معائنہ ٹیمیں مقرر کی گئیں۔

(الف)۔ گورنر انسپکشن ٹیم
(ب)۔ مارشل لا ر ائیڈ منسٹریٹرز انسپکشن ٹیم
اوّل الذکر ٹیم صرف ترقیاتی منصوبہ جات کے جائزے کے لیے مخصوص تھی جب کہ موخر الذکر ٹیم سرکاری محکمہ جات کی کارکردگی اور عوام کی شکایات کی تحقیق اور ان کی داد رسی کے لیے مخصوص تھی۔ یہ دونوں ٹیمیں شکایات سے متعلق ریکارڈ دیکھنے کے لیے طلب کرنے کے علاوہ متعلقہ افسران سے جواب طلبی بھی کر سکتی تھیں[۳۱]

وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم

یہ ٹیم تا حال قائم ہے اس کی حیثیت صوبائی سطح پر محض ایک تفتیشی ادارہ کی ہے۔ یہ ٹیم صرف ان واقعات کی تفتیش کرتی ہے جن کے متعلق وزیر اعلیٰ کی طرف سے ان کو ہدایت کی جاتی ہے۔ صوبائی محکموں کے علاوہ بد انتظامی اور نا انصافی کے متعلق عام شکایت کنندگان کی شکایات سے اس ٹیم کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ یہ ٹیم اپنی تفتیشی رپورٹ وزیر اعلیٰ کو پیش کرتی ہے۔

وزیر اعظم معائنہ کمیشن

وزیر اعظم معائنہ کمیشن کو پہلے وفاقی معائنہ کمیشن کہا جاتا تھا جس کا قیام ۱۹۷۸ء کے مارشل لا حکم نمبر ۵۸ کے تحت عمل میں لایا گیا یہ کمیشن براہ راست وزیر اعظم کو جوابدہ ہوتا۔ عام لوگوں کی شکایات کا ازالہ یہ کمیشن نہیں کرتا۔ نہ ہی کسی مسئلے میں اپنے طور پر از خود کاروائی کر سکتا ہے۔ بلکہ وزیر اعظم جس معاملے کی تحقیقات کا حکم دے تحقیقات کرتا ہے۔ جیسے دسمبر ۱۹۹۰ء میں اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان نے لاہور ائیر پورٹ کے ایک نو تعمیر شدہ رن وے جو تعمیر کے کم معیار پر بھی پورا نہیں اترتا تھا کی تحقیقات اسی کمیشن کے سپرد کی[۳۲] اس کمیشن کو وزیر اعظم کی معائنہ ٹیم بھی کہا جاتا ہے۔

صدارتی معائنہ ٹیم

یہ ٹیم ۱۹۶۶ء میں ایک کمیٹی کی شکل میں تشکیل دی گئی جو چار ارکان پر مشتمل تھی جس کا چیئرمین کابینہ کا سیکرٹری تھا۔ اس ٹیم کا بنیادی فرض یہ تھا کہ وہ وفاقی ملازمین کے خلاف عوام کی وہ شکایات جو بدعنوانی تاخیر۔ بداخلاقی اور نامناسب

روپیہ وغیرہ سے متعلق ہوں کی دادرسی کرتا تھا۔ یہ ٹیم بھی ہر وقت ہر دفتر کا معائنہ کر سکتی تھی اس کے علاوہ جرم ثابت ہونے کی صورت میں اعلیٰ اتھارٹی کو مناسب اقدام کی سفارش کر سکتی تھی[۳۴]

کمشن آف انکوائری

۱۹۵۶ء میں کمشن آف انکوائری ایکٹ پاس کیا گیا۔ اس ایکٹ کے تحت مرکزی حکومت عوامی اہمیت کے پیش نظر کسی بھی معاملے کی تحقیق کے لیے کمشن مقرر کر سکتی تھی یہ کمشن تحقیقات کے متعلق سول عدالت کے اختیارات رکھتا تھا۔ تحقیقات کے بعد معاملے کو کسی بھی مجسٹریٹ کے پاس بھیجنا ہوتا تھا نیز کمشن کی نافرمانی توہین عدالت کا ارتکاب سمجھا جاتا تھا۔

اس کمشن کی خامی یہ تھی کہ یہ کمشن صرف مخصوص معاملات کے لیے قائم کیا جا سکتا تھا۔ اس لیے یہ کوئی مستقل ادارہ نہ تھا اور نہ ہی بدعنوانی اور بدانتظامی کے متعلق عام آدمی کی شکایت وصول کر سکتا تھا[۳۵]

ویجیلنس آفیسرز

۱۹۶۷ء میں صدارتی کابینہ نے وفاقی سطح پر ویجیلنس آفیسرز مقرر کرنے کا فیصلہ کیا جن کا فرض یہ تھا کہ وہ سرکاری امور میں تاخیر اور بے قاعدگیوں کا ازالہ کریں۔ ان افسروں کا عہدہ وفاقی حکومت کے جائنٹ سیکرٹری کی سطح کا تھا۔ اور انہیں صدارتی معائنہ ٹیم کے ساتھ کام کرنا ہوتا۔ ان کے ذمہ عوام کی ان شکایات کو بھی نمٹانا تھا جو سرکاری ملازمین سے متعلق ہوتیں[۳۶] یہ ویجیلنس آفیسرز ۲۲ اپریل ۱۹۶۹ء سے

(Presidents Council of Administration)

پریذیڈینٹس کونسل آف ایڈمنسٹریشن کہلانے لگے[۳۷] ۱۹۷۲ء میں صدارتی معائنہ ٹیم اور اس کونسل کو دی پریذیڈنٹ ریپریزینٹیٹیو فار ایڈمنسٹریٹو انسپکشن

(The President Representative for Administration Inspection)

کے نام سے تبدیل کر دیا گیا۔ اس کا بھی بڑا مقصد عوام کو انتظامی بدعنوانیوں سے تحفظ دلانا اور انفرادی طور پر افسران کے مظالم کی وجہ سے مظلوم عوام کی دادرسی کرنا تھا[۳۸]

لاء ریفارم کمشن

۱۹۶۷ء میں ملک کے عدالتی انتظام میں واقع خرابیوں پیچیدگیوں اور بد انتظامیوں کے اسباب کا جائزہ لینے کے لیے ایک لاء ریفارم کمشن قائم کیا گیا۔ اس کمشن نے تجویز دی کہ ہر صوبے میں ہائی کورٹ کی سطح پر ایک عدالتی محتسب مقرر کیا جائے[39] اس سلسلہ میں ۲۹ جنوری ۱۹۷۱ء کو انتظامی قانون پر ایک بین الاقوامی سیمینار پی۔ سی۔ ایس اکیڈمی پشاور میں منعقد کیا گیا۔ جس میں بہت سے دانشوروں، ممتاز قانون دانوں، جج صاحبان اور دیگر شرکا نے عوامی شکایات کے ازالے کے لیے محتسب کے ادارے کے قیام کی ضرورت پر زور دیا[40]

مظالم کی دادرسی کی اہمیت کے پیش نظر ۱۹۷۲ء کے عبوری آئین میں وفاقی اور صوبائی محتسب کے تقرر کا ذکر کیا گیا۔ عبوری آئین کی دفعہ ۲۷۶ کی شق نمبر (۱) اور (۲) میں ہے۔

276 Federal and

Provincial Ombudsman (1) There shall be a Federal Ombudsman, who shall be appointed by the National Assembly. (2) There shall be for each Province a Provincial Ombudsman who shall be appointed by the Assembly of that Province.(41)

یعنی وفاقی محتسب کا تقرر قومی اسمبلی اور صوبائی محتسب کا تقرر اس صوبہ کی صوبائی اسمبلی کرے گی جبکہ ۱۹۷۳ء کے دستور کی جدول چہارم میں وفاقی فہرست قانون سازی کی شق نمبر ۱۵ میں وفاقی محتسب کی نفسیاتی کا ذکر کیا گیا ہے اور صوبائی محتسب کا ذکر حذف کر دیا گیا ہے[42]

عوامی شکایات کے خاتمے کا سیل

۱۹۷۱ء میں گورنر پنجاب (لیفٹیننٹ جنرل عتیق الرحمٰن) نے عوامی شکایات کے خاتمے کا سیل تشکیل دیا جس کا سربراہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور معاون دو ڈپٹی سیکرٹری تھے۔ یہ شعبہ صرف انتظامیہ

کے حوالے سے ذاتی مسائل کے سلسلے میں شکایات وصول کرنے تک محدود تھی تاکہ فوری طور پر ان کی دادرسی کی جائے۔ خاندانی جھگڑے اور عدالتی امور اس کے دائرہ کار سے باہر تھے۔ یہ سیل صرف سیکرٹریٹ کی سطح پر کام کرتا تھا اور ہر شعبہ میں شکایات کا جائزہ لینے کے لیے متعلقہ محکمے سے رپورٹ اور ریکارڈ طلب کرتا۔ اس ضمن میں یہ ادارہ متعلقہ ملازمین کو بھی بلانے کا مجاز تھا۔ کسی بھی شکایت کی تحقیق کے بعد متعلقہ محکمے کو صحیح اقدام کی سفارش کرتا۔ یہ سیل گورنر کی معائنہ ٹیم کے علاوہ تھا۔[۴۳]

وفاقی تحقیقاتی ادارہ (ایف۔آئی۔اے)

یہ ادارہ فیڈرل تحقیقاتی ایجنسی کے ایکٹ مجریہ ۱۹۷۴ء کے ماتحت قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ ان جرائم کی تحقیقات کرتا ہے جن کا ایکٹ کے جدول میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں جرائم کے ارتکاب کی کوشش یا ارتکاب کی سازش بھی شامل ہے۔ ایف۔آئی۔اے کا بنیادی تعلق وفاقی سطح پر رشوت و بدعنوانی کی چھان بین سے ہے۔ اس ادارے کا کار منصبی اور طریق کار محکمہ پولیس سے ملتا جلتا ہے۔[۴۴]

پنجاب انتظامیہ نگران کمشن

۲۶ ستمبر ۱۹۷۹ء کو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر (جنرل محمد ضیاء الحق) کی خواہش پر گورنر پنجاب (لیفٹیننٹ جنرل سوار خان) نے صوبہ پنجاب میں انتظامی محکموں کی ناانصافی کے بارے رشوت۔ عوامی شکایات کے ازالے، بدانتظامی اور بدعنوانی کے انسداد کے لیے "پنجاب انتظامیہ نگران کمشن"
(Punjab Administrative Vigilance Commission)

کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔[۴۵] یہ ادارہ اپنے ضابطے کی رو سے انتظامیہ کے اثر اور دباؤ سے مکمل خودمختار اور وسیع الاختیار تھا۔ چنانچہ اس ضابطے کی دفعہ ۴۲ شق (۱) اور (۲) بعنوان اختلاف رائے کے تحت لکھا ہے۔

۱۔ اگر کوئی صوبائی ایجنسی کسی معاملے میں کمشن کی سفارشات سے جزوی یا کلی طور پر اتفاق نہیں کرتی اور اس پر عمل کرنے سے انکار کرتی ہے۔ تو اس صورت میں کمشن یہ کیس اپنی سفارشات کے ساتھ گورنر کو پیش کرے گا جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

۲ ۔ اگر گورنر بھی کمشن کی سفارشات کے ساتھ جزوی یا کلی طور پر اختلاف کرتا ہو تو یہ معاملہ گورنر کے فیصلے کے فوراً بعد ہونے والے صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں پیش کیا جا سکے گا[46]

یہ کمشن اپنے ضابطے کی دفعہ ۲۸ کی رو سے مالی سال ختم ہونے کے تین ماہ کے اندر اپنی کارکردگی رپورٹ عوام کے لیے شائع کرنے کا پابند تھا۔ اور اس کی پہلی رپورٹ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۰ء کو شائع ہونی چاہیے تھی جو کہ شائع نہ ہو سکی پھر یہ رپورٹ ۸۱ - ۱۹۸۰ء کے مالی سال کے مکمل ہونے کے بعد شائع ہوئی اس رپورٹ میں ۲۰ ستمبر ۱۹۷۹ء سے ۱۳ جون ۱۹۸۱ء تک کی کارکردگی کے جو اعداد و شمار کی تفصیل دی گئی وہ یہ ہے۔

گورنر کی طرف سے بھیجی گئی شکایات	۴
مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے بھیجی گئی شکایات	۲۰
محکمہ انٹی کرپشن کی طرف سے بھیجی گئی شکایات	۲
عوام کی طرف سے بھیجی گئی شکایات	۷۶۳۵
جن معاملات پر کمشن نے اپنے طور پر تحقیق کا فیصلہ کیا	۱۳۴
کل	۷۷۹۵
۱۳ جون ۱۹۸۱ء تک جن شکایات پر فیصلہ کرایا گیا	۵۶۹۹
زیر تفتیش معاملات	۲۰۹۶[48]

اس کمشن کو موصول ہونے والی شکایات میں سے دو شکایتیں بطور مثال تحریر کی جاتی ہیں جن سے یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ ادارہ مظلوم عوام کی دادرسی میں کس حد تک کامیاب تھا۔

۱ ۔ کسی گاؤں کے طاقتور مقامی زمینداروں نے ریونیو سٹاف کی ملی بھگت سے ریونیو آفس کے ریکارڈ میں ہیر پھیر کر کے ایک پورے گاؤں (آبادی) کو ان کے حقوق ملکیت سے محروم کر دیا۔ آبادی کے مکینوں نے احتجاج کیا لیکن زمیندار اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر اپنا فیصلہ قائم رکھنے میں کامیاب رہے معاملہ و یجیلنس کمشن کے سامنے لایا گیا۔ کمشن نے سادہ کاغذ پر لکھی ہوئی درخواست پر تحقیق کرتے ہوئے شکایت کو درست پایا، کمشن کی کوشش سے ریونیو کا ریکارڈ صحیح کیا گیا اور اس طرح آبادی کے مکینوں کے حقوق ملکیت بحال ہوئے[49]

۲ ۔ ایک دوسرا واقعہ یہ تھا کہ ایک بار ایک کمسن بچی کے ساتھ دن دیہاڑے زیادتی کی گئی ملزم نے اسے نیم مردہ حالت میں چھوڑا پولیس نے رشوت لیے بغیر الیف۔ آئی۔ آر درج کرنے سے انکار کر دیا کمشن کو رپورٹ کی گئی۔ کمشن نے جب الیف۔ آئی۔ آر لکھنے پر مجبور کیا تو پولیس نے مختلف قسم کی رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوششیں کیں نیز شکایت کنندگان کے خلاف فرضی الزامات کے تحت مقدمات بنا کر ان کے گھروں کو آگ لگوائی۔ اپنی حراست میں رکھا اور اذیتیں بھی دیں۔ کمشن کی کوشش سے یہ مقدمہ ملٹری کورٹ میں پیش ہوا اور مجرموں کو دس سال قید اور دس دس کوڑے سزا دی گئی۔ ۵۰

اس طرح پنجاب انتظامیہ نگران کمشن کی کوشش سے مظلوموں کی دادرسی کی جاتی۔ بہرحال یہ ادارہ ایک وسیع الاختیار ادارہ تھا۔ اور آرڈیننس کی دفعہ (۳) شق (۲) کی رو سے یہ ادارہ اپنے کام میں کسی انتظامی اتھارٹی سے ہدایت بھی لینے کا پابند نہ تھا۔ انتظامیہ کے دباؤ سے آزاد رکھنے کے لیے اس کے چیئرمین اور ممبران کو مدت ملازمت کا بھی تحفظ حاصل تھا۔ صوبائی ایجنسیوں کی بدانتظامی کے بارے میں عوامی شکایات کی تحقیق و تفتیش اور ازالے کے علاوہ اس کمشن کو کسی صوبائی محکمے کے لیے قانون، قواعد وضوابط، طریق کار، پریکٹس یا ایجنسی کی حیثیت کا معائنہ کرنے اور انہیں تبدیل کرنے کی سفارش کرنے کا بھی اختیار تھا جو کمشن کی رائے میں ناقص یا غیر واضح ہو۔ اور عوام کے لیے شکایات پیدا کرنے کا باعث ہو۔ یا جس سے ناانصافی کے فوری ازالے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو۔

تقریباً تین سال بعد اس ادارے کو بھی اس وقت کے گورنر (لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان) نے اپنے ایک آرڈیننس مجریہ ۲۹ جون ۱۹۸۲ء کے ذریعہ یکم جولائی ۱۹۸۲ء سے ختم کر دیا گیا۔ حکمنامے کے الفاظ یہ تھے۔

All appointments made against any post. The Commission and Vigilance Commission by on behalf of the Commission or the Government shall stand terminated.(51)

یعنی تمام تقرریاں جو کمشن یا نگران کمیٹیوں کے کسی بھی عہدے کے لیے کی گئیں خواہ وہ تقرریاں کمشن کی طرف سے کی گئیں تھیں یا حکومت کی طرف سے سب کو موقوف کر دیا جاتا ہے۔

وفاقی ایڈمنسٹریٹو کمیشن

سابق قائمقام وزیراعظم (معین قریشی) نے ۱۶ ستمبر ۱۹۹۳ء کو وفاقی محکموں سے بدعنوانی روکنے کے لیے ایڈمنسٹریٹو کمیشن قائم کر دیا جس کے ذمہ یہ کام تھے۔

۱۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے ذریعے آنے والے سرکاری ملازمین کے خلاف بدعنوانی کے مقدمات کا جائزہ لینا اور ایکشن لینا۔

۲۔ بدعنوانی کے خاتمے کے لیے وفاقی حکومت کے طریقہ کار کی تحقیق کرنا اور تجاویز پیش کرنا۔

اس کمیشن کو ۱۹۵۶ء کے انکوائری ایکٹ کے تحت انکوائری کمشن کے برابر اختیار حاصل ہیں اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کمشن کے انتظامی اور مالی معاملات کو نمٹائے گی۔ جن افراد کا ریکارڈ بھیجا جائے گا اس کی چھان بین کرنے کے لیے کمشن کی مدد اسٹیبلشمنٹ ڈویژن اور متعلقہ ایجنسیاں کریں گی۔ کمشن اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے ذریعہ اپنے نتائج آئندہ کاروائی کے متعلق بتائے گا قصوروار افسران کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا جائے گا یا کوئی اور مناسب کاروائی کی جائے گی (نوائے وقت لاہور، مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۳ء ص ۱، ۱۱)

ادارہ احتساب پاکستان کا قیام

دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں او مبڈس مین کے ادارے کے قیام سے اس کی اہمیت اجاگر ہونے کے بعد پاکستان میں بھی اس ادارے کو قائم کرنے کی کوششیں شروع کی گئیں۔

سب سے پہلے ۲۸ جنوری ۱۹۷۱ء کو پی۔ سی۔ ایس اکیڈیمی پشاور میں منعقد ہونے والی انتظامی قانون پر بین الاقوامی کانفرنس کے شرکا نے ادارہ احتساب کے قیام کی ضرورت پر زور دیا اس کے بعد ۱۹۷۲ء کے عبوری آئین کی دفعہ ۲۷۶ کی شق (۱) اور (۴) میں وفاقی اور صوبائی سطح پر محتسب کے تقرر کا ذکر کیا جب کہ ۱۹۷۳ء کے دستور کی جدول چہارم میں وفاقی فہرست قانون سازی کی شق ۱۵ میں صرف وفاقی محتسب کی تعیناتی کا ذکر ہے۔

دس سال کے عرصہ کے بعد صدر پاکستان (جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم) نے ۱۹۸۳ء میں ایک فرمان کے ذریعہ جسے "صدر کا وفاقی محتسب کے قیام کا فرمان نمبر ۱ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۸۳ء" کہا جاتا ہے

کے تحت ادارہ احتساب کو قائم کیا اور چیف جسٹس (ریٹائرڈ) لاہور ہائی کورٹ سردار محمد اقبال کو پاکستان کا پہلا وفاقی محتسب مقرر کیا۔[۵۲]

اس ادارے کے قیام کا مقصد فرمان صدر مجریہ ۱۹۸۳ء کے ابتدا میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بدانتظامی کے باعث کسی شخص سے کی جانے والی کسی ناانصافی کی تشخیص و تحقیقات، دادرسی اور ازالہ کے لیے وفاقی محتسب (اومبڈس مین) کے تقرر کے لیے احکام وضع کئے جائیں۔

اس فرمان کی دفعہ ۲ بعنوان "تعریفات" کی شق ۲ کی رو سے بدانتظامی سے مراد کسی سرکاری ایجنسی یا سرکاری ملازم کا کوئی فیصلہ تاریخی کارروائی، سفارش، ترک فعل یا ارتکاب فعل شامل ہے۔

ا ۔ جو قانون، قواعد یا ضوابط کے خلاف ہو یا مسلمہ دستور یا طریق کار سے انحراف ہو تاوقتیکہ یہ

ب ۔ جو گمراہ کن بے قاعدہ یا غیر معقول، خلاف انصاف، جانب دار موجب ظلم یا امتیازی ہو یا

ج ۔ جو غیر متعلقہ موجبات پر مبنی ہو یا

د ۔ جس میں فاسد یا نامناسب محرکات مثلاً رشوت، بے ایمانی، پاسداری، اقربا نوازی اور انتظامی زیادتیوں کے لیے انتظامی اختیارات کا استعمال یا الیسا ہی کرنے سے کوتاہی یا انکار شامل ہو اور

دوم : فرائض اور ذمہ داریوں کی انجام دہی یا بجاآوری میں غفلت، بے توجہی تاخیر، ناقابلیت، نااہلی اور نالائقی شامل ہے۔[۵۳]

ان دفعات کی روشنی میں اس ادارے کے قیام کا مقصد یہ ظاہر کرتا ہے کہ حکومت پاکستان کے تمام وفاقی محکموں اور ان کے ذیلی اداروں میں ماسوا عدالتوں یا چند اور مستثنیٰ[۵۴] محکموں سے بدعنوانی کا خاتمہ اور مظلوم عوام کی دادرسی کرنا ہے۔

شرائط ملازمت : فرمان صدر کی دفعہ ۳ تا ۶ میں مختلف عنوانات کے تحت محتسب کی ملازمت بیان کی گئی ہیں۔

دفعہ ۳ میں بعنوان "محتسب کا تقرر" یہ شرائط بیان کی گئی ہیں۔

۱ ۔ ملک میں ایک وفاقی "محتسب ہو گا" جس کا تقرر صدر کرے گا۔

۲ ۔ عہدہ سنبھالنے سے قبل محتسب صدر کے سامنے اس عبارت میں حلف اٹھائے گا جو جدول

میں درج ہے۔

۳ ۔محتسب جملہ امور میں اپنے کارہائے منصبی اور اپنے اختیارات انصاف، وبانتداری، تندہی اور انتظامیہ سے آزاد ہوتے ہوئے انجام دے گا اور استعمال کرے گا۔ اور پورے پاکستان میں جملہ ہئیت ہائے انتظامی محتسب کے کام میں اعانت کریں گی محتسب کی مدت دفعہ ۴ میں "محتسب کی میعاد اور عہدہ" کے عنوان میں اس طرح بیان کی گئی ہے۔

۱:۔محتسب چار سال کی مدت کے لیے اپنے عہدہ پر فائز رہے گا اور کسی بھی حالت میں میعاد عہدہ میں کسی توسیع یا بطور محتسب دوبارہ تقرر کا اہل نہ ہوگا۔

۲:۔محتسب صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دے سکے گا۔
محتسب کسی دوسرے منفعت بخش عہدے وغیرہ پر فائز نہیں ہوگا۔ اس عنوان کے تحت دفعہ ۵ میں ہے۔

(۱) ۔ا ۔محتسب دوران ملازمت پاکستان میں کسی دوسرے منفعت بخش عہدے پر فائز نہیں ہوگا یا
ب ۔کوئی ایسا دوسرا منصب نہیں سنبھالے گا جس سے خدمات انجام دینے کے لیے معاوضہ وصول کرنے کا حق وابستہ ہو۔

(۲) ۔محتسب اس عہدے کو چھوڑنے کے بعد دو سال گزرنے سے قبل ملازمت پاکستان میں سے کسی منفعت بخش عہدے پر فائز نہیں ہوگا اور نہ ہی میعاد عہدہ کے دوران اور اس کے بعد دو سال کی مدت کے لیے پارلیمنٹ یا کسی صوبائی اسمبلی یا کسی مجلس مقامی کے رکن کی حیثیت سے انتخاب کا اہل ہوگا نہ کسی سیاسی سرگرمی میں حصہ لے گا۔

فرمان صدر کی دفعہ ۶ بعنوان "محتسب کی شرائط ملازمت اور معاوضہ" کے مطابق وفاقی محتسب کی یہ شرائط ملازمت بیان کی گئی ہیں۔

۱ ۔محتسب ایسی تنخواہ، بھتوں، مراعات اور دیگر ملازمت کا مستحق ہوگا۔ جو صدر متعین کرے اور یہ شرائط کسی محتسب کی میعاد عہدے کے دوران تبدیل نہیں کی جائیں گی۔

۲ ۔صدر محتسب کو غلط روی یا جسمانی و ذہنی معذوری کے باعث اپنے عہدے کے فرائض کی مناسب انجام دہی کے قابل نہ ہونے کی بنا پر عہدے سے ہٹا سکے گا مگر شرط یہ ہے کہ

محتسب، اگر وہ کسی الزام کو غلط ثابت کرنا مناسب اور موزوں سمجھے تو اعلیٰ عدالتی کونسل[۵۵] کے سامنے ایسی کھلی سماعت کی درخواست کر سکے گا جس میں شہادت پیش کی جا سکے اور اگر متذکرہ سماعت مذکورہ درخواست کے موصول ہونے سے تیس دن کے اندر اندر شروع نہ ہو جائے یا اس کی وصولی سے نوے دن کے اندر اندر ختم نہ ہو جائے تو محتسب ہر کسی الزام سے بری قرار پائے گا ایسے حالات میں محتسب اپنے عہدے سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کر سکے گا اور اپنی باقی ماندہ معیاد عہدہ کے پورے معاوضے اور مراعات کا مستحق ہوگا۔

۳۔ اگر محتسب شق نمبر ۲ کے فقرہ شرطیہ کے تحت درخواست پیش کرے تو وہ اعلیٰ عدالتی کونسل کے سامنے سماعت کے ختم ہونے تک اس فرمان کے تحت اپنے کارہائے منصبی انجام نہیں دے گا

۴۔غلط روی کی بنا پر عہدے سے سبکدوش کردہ محتسب ملازمت پاکستان میں کسی منفعت بخش عہدے پر فائز ہونے یا پارلیمنٹ یا کسی صوبائی یا کسی مجلس مقامی کے رکن کی حیثیت سے منتخب ہونے کا اہل نہیں ہوگا۔

یہ تمام شرائط ملازمت ہیں جب کہ اہلیت کی صفات و شرائط کا ذکر فرمان صدر میں موجود نہیں بہرحال آج تک مقرر ہونے والے وفاقی محتسبین کا تعلق پاکستان کی عدالت عظمیٰ یا عدالت ہائے عالیہ کے ججوں سے ہے[۵۶]

اختیارات محتسب : فرمان صدر مجریہ ۱۹۸۳ء کی دفعہ ۱۴ بعنوان "محتسب کے اختیارات" کے تحت وفاقی محتسب کو یہ اختیارات ہوں گے ۔

۱۔ محتسب کو اس فرمان کے اغراض و مقاصد کے لیے وہی اختیارات حاصل ہوں گے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء (ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۹۰۸ء) کے تحت حسب ذیل معاملات کی نسبت کسی عدالت دیوانی کو حاصل ہیں یعنی :

ا۔ کسی شخص کو طلب کرنا اور اُسے جبراً حاضر کرنا اور اس کا حلفیہ بیان لینا۔

ب۔ دستاویزات کے پیش کرنے پر مجبور کرنا۔

ج۔ حلف ناموں پر شہادت لینا اور

د۔ گواہوں کے بیانات لینے کے لیے کمشن جاری کرنا۔

۲ - محتسب کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی شخص کو ایسے نکات یا امور سے متعلق معلومات بہم پہنچانے کا حکم دے جو محتسب کی رائے میں کسی معائنہ یا تفتیش کے نفس مضمون کے لیے مفید ہو سکتے ہوں یا اس سے متعلق ہوں ۔

۳ - شق (۲) میں محولہ اختیارات اس فرمان کے تحت معائنہ یا تفتیش کرتے وقت محتسب کی طرف سے یا اس سلسلہ میں محتسب کی طرف سے تحریری طور پر مجاز کردہ کسی شخص کی طرف سے استعمال کئے جا سکیں گے ۔

۴ - جب کہ محتسب اس نتیجہ پر پہنچے کہ دفعہ ۹ کی شق (۱) میں محولہ شکایت جھوٹی مہمل یا ایذا رساں ہے تو وہ اس ایجنسی، سرکاری ملازم، یا دیگر اہل کار کو جس کے خلاف شکایت کی گئی تھی معقول معاوضہ دیے جانے کا حکم دے سکے گا اور مذکورہ معاوضے کی رقم شکایت کنندہ سے مالیہ اراضی کے بقایا کے طور پر وصول ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ اس شق کے تحت معاوضہ دیے جانے کا حکم شخص متضرر کے دیوانی یا فوجداری چارہ جوئی طلب کرنے کی راہ میں مانع نہیں ہوگا ۔

۵ - دفعہ ۱۵ کے تحت محتسب کسی مکان اور اس کی متعلقات میں داخل ہونے اور تلاشی لینے، مکان میں موجود سامان کی فہرست تیار کرنے، مواد کی نقول لینے اور مواد کو سر بمہر کرنے کا اختیار رکھتا ہے ۔

۶ - دفعہ ۱۶ کے تحت محتسب ضروری معاملات میں معائنہ ٹیمیں، مجالس قائمہ یا مجلس مشاورت کو تفویض کرنے کا اختیار رکھتا ہے ۔

۷ - محتسب فرمان صدر کی دفعہ ۲۰ کے تحت اپنے فرائض کی انجام دہی میں اپنی مدد کے لیے معاوضہ پر / بلا معاوضہ مشیر، خصوصی مشیر، رفیق، قرقی امین[58] نگران، مامور اور ماہر یا دفتری عملہ مقرر کر سکے گا ۔

۸ - فرمان صدر کی دفعہ ۲۲ کے تحت محتسب کو یہ اختیار ہے کہ وہ سرکاری ملازم و دیگر اہل کار یا ایجنسی کی طرف سے ارتکاب کردہ کسی بدانتظامی کے باعث کسی فریق متضرر کو پہنچنے والے کسی نقصان یا ضرر کے لیے اُسے خرید نے اور معاوضہ ادا کرنے کا حکم دے ۔ اسی طرح کسی ملازم یا اس کی طرف سے کسی دیگر شخص کو رشوت دینے یا تصرف بے جا، خیانت مجرمانہ یا دھوکہ دہی پر مشتمل

معاملات میں حکومت کے حساب میں جمع کرانے کے لیے اس کی ادائیگی کا حکم کرنے کا بھی محتسب اختیار رکھتا ہے۔

۹۔ محتسب تحریری یادداشت کے بغیر اور عدالتی فیصلوں کے رجسٹر میں کسی شکایت کے اندراج یا کوئی سرکاری نوٹس جاری کرنے کی ضرورت کے بغیر کسی شکایت کے سلسلے میں غیر رسمی طور پر مصالحت کرانے، دوستانہ طور پر رفع کرانے، طے کرانے اس کا تصفیہ کرانے یا اصلاح کا بھی اختیار رکھتا ہے۔ یہ اختیار محتسب کو فرمان صدر کی دفعہ ۳۳ کے تحت حاصل ہے۔

دائرہ کار : فرمان صدر کی دفعہ ۹ بعنوان "محتسب کا دائرہ اختیار، کارہائے منصبی اور اختیارات" کے تحت وفاقی محتسب درج ذیل حدود میں اپنے اختیارات کا استعمال کر سکتا ہے۔

۱۔ کسی شخص متضرر کی شکایت پر صدر، وفاقی کونسل یا قومی اسمبلی جیسی بھی صورت میں کی طرف سے کسی استصواب پر عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کے سامنے کسی قانونی کارروائی کے دوران اس کی طرف سے کی گئی تحریک پر یا خود اپنی تحریک پر کسی ایجنسی[۵۹] یا اس کے افسران یا ملازمین میں سے کسی کے خلاف بدانتظامی کے کسی الزام کی تحقیقات کر سکے گا مگر شرط یہ ہے کہ محتسب کو ایسے معاملات کی تفتیش و تحقیق کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا جو:

ا۔ اسے کوئی شکایت، استصواب یا تحریک وصول ہونے کی تاریخ پر پاکستان میں اختیار مجاز کی کسی عدالت یا عدالتی ٹربیونل یا بورڈ میں زیر سماعت ہوں یا

ب۔ پاکستان کے امور خارجہ یا پاکستان کے کسی بیرونی مملکت یا حکومت کے ساتھ تعلقات یا معاملات سے متعلق ہوں یا

ج۔ پاکستان کے یا اس کے کسی حصے کے دفاع یا پاکستان کی بری، بحری اور فضائی افواج یا مذکورہ افواج سے متعلق قوانین پر مشتمل معاملات سے متعلق ہوں یا ان سے مربوط ہوں۔ ۱۳ راگست ۱۹۸۴ء کے ایک نوٹیفکیشن کی رو سے وفاق کے زیر انتظام سرحدی علاقوں (فاٹا) سے بالواسطہ متعلق امور، ڈیفنس ڈویژن ڈیفنس پروڈکشن ڈویژن، بری، بحری اور فضائی افواج اور کوئی بھی ادارہ یا محکمہ جو براہ راست یا بالواسطہ ان ڈویژنوں یا افواج کے کنٹرول میں ہو یا ان سے متعلق ہوں وفاقی محتسب کے دائرہ اختیار سے خارج ہیں۔

۲ ۔ شق (۱) میں شامل کسی امر کے باوجود محتسب کسی سرکاری ملازم یا اہل کار کی یا اس کی جانب سے اس ایجنسی سے متعلق امور کے سلسلے میں جس میں وہ کام کرتا ہو۔ یا کرتا رہا ہو تفتیش کے لیے کوئی ایسی شکایت قبول نہیں کرے گا جو اس میں اس کی ملازمت سے متعلق کسی ذاتی تکلیف کے بارے میں ہو۔

۳ ۔ اس فرمان کے مقاصد کی تعمیل کے لیے اور خاص طور پر بدعنوانیوں اور بے انصافی کے اصل اسباب دریافت کرنے کے لیے محتسب مطالبہ یا تحقیق کرانے کا انتظام کر سکے گا۔ اور ان کے استعمال کے لیے مناسب اقدامات کی سفارش کر سکے گا۔

۴ ۔ وفاقی محتسب جیسے جب اور جہاں ضرورت ہو علاقائی دفتر قائم کر سکے گا۔

۵ ۔ اگر کوئی ایجنسی، سرکاری ملازم یا دیگر اہلکار محتسب کی ہدایت کی تعمیل نہیں کرتی یا کرتا۔ تو محتسب اس فرمان کے تحت دیگر کارروائی کرنے کے علاوہ اس شخص کے خلاف جس نے محتسب کی ہدایت سے بے اعتنائی کی تھی تادیبی کارروائی کرنے کے لیے اس معاملہ کو مناسب ہئیت مجاز کے سپرد کر سکے گا۔

۶ ۔ اگر محتسب یہ باور کرنے کی وجہ رکھتا ہو کہ کسی سرکاری ملازم یا دیگر اہلکار نے کوئی فعل اس طریقہ سے کیا جس سے اس کے خلاف فوجداری یا تادیبی کارروائی کرنا ضروری ہو گیا ہے تو وہ اس معاملے کو محتسب کی طرف سے مصرحہ وقت کے اندر ضروری کارروائی کرنے کے لیے مناسب ہئیت مجاز کے سپرد کر سکے گا۔

۷ ۔ محتسب دفتر کے عملے اور نامزدگان کو اس فرمان کی اغراض و مقاصد کے لیے حلف دینے اور مختلف حلف ناموں، اقرار ناموں یا بیانات کی تصدیق کرنے کا اختیار تفویض کر سکے گا جو اس فرمان کے تحت جملہ کارروائیوں میں مذکورہ شخص کے دستخط یا مہر یا سرکاری حیثیت کے ثبوت کے بغیر شہادت میں قبول کیے جائیں گے۔

۸ ۔ محتسب یا اس سلسلہ میں مجاز کردہ عملے کا کوئی رکن کسی ایسے مکان اور متعلقات میں داخل ہو سکے گا جس کی نسبت محتسب یا جیسی بھی صورت میں مذکورہ رکن یہ باور کرنے کی وجہ رکھتا ہو کہ اس میں معائنہ یا تفتیش کے نفس مضمون سے متعلق کوئی چیز بہی کھاتہ یا کوئی دیگر دستاویز مل سکے گی۔

۹ ۔ محتسب کو مناسب تبدیلیوں کے ساتھ وہی اختیارات حاصل ہوں گے جو عدالت عظمیٰ کو اپنی توہین کے لیے ایسے شخص کو سزا دینے کے لیے حاصل ہیں۔

۱۰۔ محتسب اپنے کارہائے منصبی ہیں کسی کی انجام وہی کے لیے معائنہ ٹیم تشکیل کر سکے گا۔

طریق کار: وفاقی محتسب کے دفتر میں سرکاری افسران کی بدعنوانی کے متعلق درخواست دینے کا طریق کار یہ ہے۔

کوئی بھی سائل حلفی بیان کے ساتھ تحریری طور پر درخواست دے سکتا ہے۔ شکایت وفاقی محتسب کے دفتر میں ذاتی طور پر یا کسی دوسرے فرد کے ذریعہ پہنچائی جا سکتی ہے۔ گمنام یا غلط پتہ سے دی گئی شکایت پر کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔

درخواست اس روز سے زیادہ سے زیادہ تین ماہ کے عرصے کے دوران درج کرائی جا سکتی ہے جس روز شکایت کنندہ کو درخواست میں درج شدہ معاملے کا علم ہوا ہے۔

ڈائریکٹر جنرل شکایات، ڈائریکٹر شکایات اور شعبہ شکایات کے رجسٹرار شکایات کی چھان بین کرتے ہیں روزانہ کی موصولہ شکایات کا جائزہ لے کر ان کا خلاصہ تیار کر کے محتسب کو پیش کرتے ہیں[۶۰] ان شکایات کے متعلق پاکستان کے پہلے وفاقی محتسب سردار محمد اقبال کا بیان ہے۔

"میں اگلی صبح اس خلاصے کا مطالعہ کرتا ہوں اور اس کی سماعت کے لیے قبول یا رد کرنے کے احکامات جاری کیے جاتے ہیں"[۶۱]

قابل قبول شکایات تحقیقات کے لیے ہیڈ کوارٹر آفس یا علاقائی دفاتر میں شکایات نمٹانے والے افراد کے پاس بھیجی جاتی ہیں اگر کسی معاملے میں کوئی وضاحت مطلوب ہو تو شکایات کنندہ کو وہ کیس دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔

قبول شدہ درخواست کے متعلق سب سے پہلے متعلقہ ایجنسی کے افسر اعلیٰ کو نوٹس جاری کیا جاتا ہے اور ان سے الزامات کا جواب طلب کیا جاتا ہے اس جواب پر شکایت کنندہ کی رپورٹ اور تبصرہ کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ مزید تفتیش مطلوب ہو تو سرکاری فائلوں کی چھان بین، گواہوں کے بیانات اور ذاتی سماعت بھی کی جاتی ہے۔ جن کا اختیار قانون کے آرٹیکل نمبر ۱۹ شق (۹) کے تحت دیا گیا ہے۔

شکایت درست ثابت ہونے پر متعلقہ شعبہ کے افسر کو دادرسی کی سفارش کی جاتی ہے[۶۲]

صوبائی محتسب: وفاقی محتسب کا دائرہ اختیار تقریباً تنتالیس وفاقی ایجنسیوں تک ہے صوبائی حکومتوں کے محکمے، ایجنسیاں اور کارپوریشنیں اس کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں یہی وجہ ہے کہ

۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۹۸۹ء تک عوام کی ۸۷،۴ شکایات جن کا تعلق صوبائی محکموں سے تھا رد کر دی گئیں ۔
چونکہ صوبائی ملازمین کی تعداد وفاقی ملازمین سے کہیں زیادہ ہے اس لیے وفاقی اور صوبائی محتسب کا تقرر بیک وقت کرنا چاہیے تھا لیکن ابھی تک صوبائی محتسب کے تقرر میں تاخیر سے کام لیا جا رہا ہے ۔
صوبائی حکومتوں کی طرف سے صوبائی محتسب مقرر نہ کرنے کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ چونکہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں صرف وفاقی محتسب کا ذکر ہے اس لیے اس ادارے کے قیام کی آئینی طور پر کوئی گنجائش نہیں[۶۳] جب کہ آئین اور قانون کے ماہرین نے صوبائی حکومتوں کی اس دلیل کی کبھی تائید نہیں کی بلکہ اس کے برعکس اس ادارے کے قیام پر زور دیا ہے
سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے بار بار صوبائی محتسب کے تقرر پر زور دیا[۶۴] پہلے وفاقی محتسب (ریٹائرڈ چیف جسٹس) سردار محمد اقبال نے ۱۹۸۶ء کی سالانہ رپورٹ میں صوبائی محتسب کے ادارے کے قیام کی پرزور سفارش کرتے ہوئے کہا
صوبائی محتسب کی ضرورت کا جتنا بھی ذکر کیا جائے کم ہے ۱۹۸۳ء ۔ ۱۹۸۵ء تک موصول ہونے والی درخواستوں میں تقریباً پانچ فیصد درخواستیں صوبائی محکموں سے متعلق تھیں اس لیے میں نے اپنا مشن بنایا ہے کہ صوبوں میں محتسب کے ادارے کے قیام پر زور دیا جائے . . . میں نے اس سلسلے میں صوبائی گورنروں اور وزراء اعلیٰ سے ذاتی طور پر ملاقاتیں کی ہیں اور ایک سے زیادہ مرتبہ خطوط لکھے[۶۵]
وفاقی محتسب کی اس کوشش کے نتیجہ میں سرحد صوبائی اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی جس میں صدر پاکستان سے فوری طور پر صوبائی محتسب مقرر کرنے کی سفارش کی گئی[۶۶]
اس دوران تمام صوبائی حکومتوں نے وفاقی محتسب سے تنظیمی، ڈھانچہ، عملہ کی ہیئت، منظور شدہ بجٹ اور دوسرے اخراجات کے بارے اصول پوچھے جن کے متعلق انہیں آگاہ کر دیا گیا[۶۷]
۱۹۸۷ء میں وفاقی وزارت انصاف نے ابتدائی کام مدد دینے کے لیے مجوزہ صوبائی محتسب کے قانون کا ایک ڈرافٹ بنا کر صوبائی حکومتوں کو بھیجا[۶۸]
دوسرے (قائمقام) وفاقی محتسب جسٹس شفیع الرحمٰن نے صوبائی محتسب مقرر نہ کرنے کے پیش نظر متبادل تجاویز بھی پیش کیں جن میں سے دو تجاویز یہ ہیں ۔
۱ ۔ اگر کوئی صوبائی حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ اذیت میں مبتلا لوگوں کے لیے معاملات موجود

ہیں جن کو فوری طور پر منظور کرنے تفتیش کرنے اور ان کی داد رسی کا کوئی صوبائی ادارہ مجاز نہیں تو وہ آئین کی دفعہ ۱۴۷ کے استعمال کے بارے میں غور کر سکتی ہے ۔ وفاقی محتسب وفاقی حکومت کی منظوری کے بعد دستوری دفعہ کے تقاضے کے مطابق اس ذمہ داری کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں گے ۔

۲ ۔ پنشن کے امور کے علاوہ صحت اور تعلیم جیسے معاشرتی بھلائی کے شعبوں کے مسائل حل کرنے کے لیے صوبے رضاکارانہ طور پر وفاقی محتسب سے رجوع کر سکتے ہیں[69] ان تجاویز کے متعلق صوبائی حکومتوں نے تاحال کچھ نہیں سوچا ۔

جسٹس شفیع الرحمن نے صوبائی محتسب کے قیام کی تاخیر کے اسباب نقل کرتے ہوئے لکھا ہے :

”صوبائی حکومتیں اس چیز سے خوفزدہ ہیں کہ ان کی انتظامیہ کی خامیاں اور کوتاہیاں محتسب نمایاں کرے گا اور منتخب نمائندے انتظامیہ کی زندگی حرام کر دیں گے اس لیے صوبائی محتسب کے تقرر میں جتنی تاخیر ممکن ہو کی جائے[70]“

۱۹۸۸ء میں انصاف و پارلیمانی امور کے وفاقی وزیر (وسیم سجاد) نے ایک اخباری انٹرویو میں کہا تھا ۔

” صوبوں میں محتسب مقرر کرنے کے لیے آئینی ترامیم کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ وفاقی طرز پر صوبوں میں محتسب مقرر کئے جائیں گے[71]“

اس کے بعد ۹ اگست ۱۹۸۸ء کو وفاقی کابینہ نے صوبوں میں محتسب مقرر کرنے کی اصولی منظوری دے دی[72]

سابق صدر (غلام اسحاق خاں) نے بطور قائمقام صدر پاکستان کی حیثیت سے اقتدار سنبھالنے کے صرف چند ہفتے بعد نگران صوبائی وزرا اعلیٰ کو ہدایت کی کہ وہ اپنے اپنے صوبوں میں ایک ماہ کے اندر اندر صوبائی محتسب مقرر کریں[73]

سابق قائمقام وفاقی محتسب (جسٹس اسلم ریاض حسین) نے جون ۱۹۹۰ء میں جوڈیشنل اکیڈمی اسلام آباد کے کورس میں شرکا کو خطاب کرتے ہوئے کہا ۔

” ان کا ادارہ صوبائی محتسب کی سفارش کرتا رہا ہے اب یہ صوبائی حکومتوں کا کام ہے کہ وہ اس کو قائم کریں وفاقی محتسب اس ضمن میں کچھ نہیں کر سکتا[74]“

دسمبر ۱۹۹۰ء میں صدر پاکستان نے پھر چاروں صوبائی چیف سیکرٹریوں کو صوبائی محتسب مقرر کرنے کی ہدایت کی[۷۵]۔

صدر پاکستان کی ہدایات اور وفاقی وزارت انصاف و وفاقی محتسبین پاکستان کی سفارشات و تجاویز کے بعد بظاہر اس رائے سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کہ صوبائی محتسب مقرر کرنے کی آئین میں کوئی گنجائش نہیں۔

صدر پاکستان اور وفاقی محتسبین کے علاوہ پاکستانی عوام اور پاکستانی اخبارات نے بھی صوبائی حکومتوں سے صوبائی محتسب کے تقرر کا مطالبہ کیا ہے۔

۲۷ فروری ۱۹۸۶ء کو پاکستان ٹائمز نے لکھا ہے۔

عام لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ رکھنے والا کوئی بھی شہری پوچھ سکتا ہے کہ کیا صوبائی انتظامی مشنری رشوت ستانی، سرخ فیتے کی لعنت، نا اہلی اور دوسری بیسیوں خرابیوں سے جن کی وفاقی انتظامیہ شکار ہے، مکمل طور پر پاک ہے یا صوبوں کے پاس محتسب کا کوئی متبادل موجود ہے۔ اگر ان سوالات کا جواب نفی میں ہے تو پھر وفاقی حکومت کی مثال کی تقلید نہ کرنے کی کیا وجہ ہے[۷۶]؟

عوام کی طرف سے بھی صوبائی محتسب کے تقرر کا مطالبہ متعدد بار کیا گیا۔ چنانچہ صدر پاکستان نے ۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء کو صوبائی چیف سیکرٹریوں کو صوبائی محتسب کے تقرر کی ہدایت سرگودھا کے ایک سماجی کارکن چوہدری خالد احمد گوندل کی درخواست پر ہی کی ہے[۷۷]۔

پاکستان کی اسلام پسند جماعتوں نے بھی صوبائی محتسب کے قیام کا مطالبہ کیا ہے۔ چنانچہ امیر جماعت اسلامی سینیٹر قاضی حسین احمد نے حکومت کو اپنے ترجیحی پروگرام کی جو سفارشات پیش کی تھیں ان میں سے گیارھویں سفارش صوبائی محتسب کے ادارہ کے قیام سے متعلق ہے[۷۸]۔

خلاصہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان، وفاقی محتسب، اسلام پسند سیاسی جماعتیں اور پاکستانی عوام کی بھرپور خواہش ہے کہ صوبوں میں صوبائی محتسب مقرر کیے جائیں۔ اس سلسلہ میں صوبہ سندھ نے سب سے پہلے ایک سینئر تجربہ کار آفیسر سید محمد وسیم کو ۱۷ جون ۱۹۹۱ء سے پہلا صوبائی محتسب مقرر کیا ہے[۷۹] جب کہ دیگر صوبائی حکومتیں ابھی تک لیت و لعل سے کام کر رہی ہیں۔

ادارہ احتساب کو توڑنے کی کوشش

وہ ادارہ جس نے ۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۹۸۸ء تک ہزارہا افراد کی دادرسی کی اور جس کی افادیت

کے پیش نظر صدر پاکستان وفاقی محتسبین، سیاسی زعماء اور پاکستانی عوام صوبائی سطح پر قائم کرنے کا مطالبہ کر چکے ہیں۔ ۱۹۸۸ء میں بعض ارکان قومی اسمبلی نے وفاقی محتسب کے ادارہ کو ختم کرنے کی سفارش کی چنانچہ دسمبر ۱۹۸۸ء میں ہونے والے قومی اسمبلی کے ایک اجلاس میں اس وقت کے وزیر مملکت برائے خزانہ (احسان الحق پراچہ) نے جاری اخراجات پر بحث کے دوران ارکان کی جانب سے اٹھائے گئے نکات کا جواب دیتے یقین دلایا کہ وفاقی محتسب کے ادارے کو ختم کرنے کے بارے میں ان کا مطالبہ غور کرنے کے لیے وزارت انصاف کو بھیجا جا رہا ہے جس کے بعد وزارت انصاف کی سفارشات کابینہ کو پیش کر دی جائیں گی۔[۵۹]

جون ۱۹۸۹ء میں ہونے والے قومی اسمبلی کے ایک اجلاس میں وفاقی وزیر تعلیم (سید غلام مصطفیٰ شاہ) نے وفاقی ادارہ احتساب کو ختم کرنے کا دوبارہ سوال اٹھایا جس پر خزانے کی وزیر مملکت نے کہا اس ادارے کو توڑنے کے لیے اپوزیشن سے مذاکرات ہوں گے۔[۶۰]

اسی دوران صدر پاکستان نے ۶ اگست ۱۹۹۰ء کو آئین کی دفعہ ۵۸ (ب) کے تحت اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اسمبلیاں برخاست کر دیں جس کے بعد یہ ادارہ ٹوٹنے سے بچ گیا۔[۶۲]

البتہ عدالت عالیہ سندھ کے ڈویژن بنچ نے اپنے ایک فیصلے میں محتسب کا عہدہ غیر آئینی قرار دے دیا اور کہا کہ وفاقی محتسب کے عہدہ کی آئین میں کوئی گنجائش نہیں وفاقی محتسب کا عہدہ صدر، وزیر اعظم، وفاقی وزراء، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، چیف جسٹس پاکستان اور چیف جسٹس ہائی کورٹس کے آئینی عہدوں کی طرح آئین میں نہیں۔ فاضل بنچ نے جو چیف جسٹس جناب سعید الزمان صدیقی اور جناب جسٹس ناظم حسین صدیقی پر مشتمل تھا۔ نیشنل بنک آف پاکستان کی ایک رٹ درخواست منظور کرتے ہوئے وفاقی محتسب کے ایک حکم کو غیر قانونی اور غیر آئینی قرار دیا۔

سندھ ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے باوجود تاحال یہ ادارہ قائم ہے اور امید ہے کہ یہ ادارہ اسی طرح قائم رہے گا اور وفاقی سرکاری ملازمین کی بدعنوانیوں سے عوام کی دادرسی ہوتی رہے گی۔[۶۳]

ضمیمہ

قضایا و معاملات وفاقی محتسب پاکستان

وفاقی محتسب کے پاس کس قسم کے معاملات پیش ہوتے ہیں اور وفاقی محتسب شکایت کنندگان کی داد رسی کس حد تک کرتا ہے اس کا اندازہ ان معاملات سے ہوتا ہے جو وفاقی محتسبین کی سالانہ رپورٹوں میں بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند معاملات اور ان کے قضایا تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ سالانہ رپورٹ ۱۹۸۳ء کے معاملہ نمبر اندراج ۱۱/۸۴/۸۳ بعنوان

"قرض کی قسط کی ادائیگی میں تاخیر اور رشوت خوری کا الزام" میں یہ بیان کیا گیا ہے شکایت کنندہ نے سرگودھا میں اپنے مکان کی تعمیر کے لیے ہاؤس بلڈنگ کے قرضے کے لیے درخواست دی تھی۔ اس نے الزام لگایا کہ اس کی درخواست برائے حصول قرضہ ڈائری کرنے کے لیے سرگودھا کی ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے ہیڈ کلرک نے -/۱۰۰۰ روپے رشوت طلب کی درخواست کی منظوری اور پہلی قسط کے چیک کی ادائیگی کے لیے مزید -/۲۰۰۰ روپے دینے کا مطالبہ کیا۔ شکایت کنندہ کے انکار پر ہیڈ کلرک نے مبلغ -/۱۸۰۰۰ روپے کی پہلی قسط کا چیک دینے سے انکار کر دیا۔

اس شکایت پر وفاقی محتسب نے مذکورہ ایجنسی کو رشوت خوری اور پہلی قسط کے چیک کی ادائیگی میں تاخیر کا تیس دن کی مدت کے اندر جواب دینے کے لیے کہا ایچ۔ بی۔ سی کراچی نے ابتدائی رپورٹ میں بتایا کہ آپ کے حکم پر ایک سینئر آفیسر نے تحقیقات شروع کی تھی اس عرصہ میں مذکورہ ہیڈ کلرک کا سرگودھا سے تبادلہ کر دیا گیا بعد ازاں شکایت کنندہ کو مبلغ -/۱۸۰۰۰ روپے کا چیک بطور پہلی قسط بھی دیا گیا۔ مذکورہ ایجنسی نے یہ بھی اطلاع دی کہ ابتدائی تحقیقات مکمل ہونے پر ہیڈ کلرک کو چارج شیٹ دے کر معطل کر دیا گیا ہے[۵۴]

۲۔ سالانہ رپورٹ ۱۹۸۴ء معاملہ نمبر رجسٹرار ۲۰۴۸/۱/۸۴ بعنوان "بجلی کے بلوں کی غلط شرح سے تیاری" کے تحت شکایت کنندہ نے الزام لگایا کہ اس کے گھر کے کنکشن پر واپڈا نے تجارتی شرح کا اطلاق کیا ہے اور یہ شکایت بھی کی کہ ایجنسی کی طرف سے اسے اور اس کے گھر والوں کو تنگ کیا جارہا ہے اور دھمکیاں دی جارہی ہیں۔

واپڈا نے اپنے جواب میں دعویٰ کیا کہ شکایت کنندہ کا کنکشن گھریلو استعمال کے لیے منظور کیا گیا تھا۔

لیکن اُسے اس عمارت میں بنی ہوئی دکانوں میں بھی بجلی استعمال کرتے ہوئے پایا گیا۔

میرے استفسار اور اس عمارت کی دوبارہ چیکنگ پر معلوم ہوا کہ صارف نے نومبر ۱۹۸۳ء میں تجارتی استعمال کے لیے نیا کنکشن حاصل کیا تھا۔ چنانچہ نومبر ۱۹۸۳ء سے پہلے کے یونٹوں کی قیمت تجارتی شرح سے وصول کی گئی تھی ان پر نظرثانی کر دی گئی۔

شکایت کنندہ کو جب اس معاملہ کی اطلاع کی گئی تو اس نے کہا کہ دکان کے لیے الگ کنکشن ۱۹۴۵ء سے موجود ہے میں نے دوبارہ معاملہ واپڈا کو بھیجا ایجنسی نے اپنی دوسری رپورٹ میں بتایا کہ ایک سینئر افسر نے از سر نو موقع کا معائنہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ دکان کے لیے الگ میٹر نومبر ۱۹۸۳ء سے بہت پہلے کا موجود ہے اور ساتھ ہی ایجنسی نے وعدہ کیا کہ متنازعہ بل کی تصحیح کر دی جائے گی۔[55]

۳ ۔ سالانہ رپورٹ ۱۹۸۷ء معاملہ نمبر رجسٹرار دوم/۸۶/۱۴۹۴، بعنوان "فنڈ جی پی فنڈ میں تیرہ سال کی تاخیر کا" میں ایک خاتون نے شکایت کی کہ اس کا خاوند گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی میں لیبارٹری اٹینڈنٹ تھا وہ مئی ۱۹۷۳ء میں دوران ملازمت فوت ہوگیا تمام تر کوششوں کے باوجود خاوند کا جمع شدہ جی۔پی۔ فنڈ حاصل کرنے میں ناکام رہی ہوں۔

محتسب کی مداخلت پر اے۔جی پنجاب نے اطلاع دی کہ اس نے مبلغ -/۴۸۹۸ روپے ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر راولپنڈی کو منتقل کر دیئے ہیں پھر ڈی اے۔ او راولپنڈی نے بتایا کہ ایک بل کے ذریعہ رقم نکلوانے کا اختیار متعلقہ کالج کے پرنسپل کو دے دیا گیا ہے آخر میں پرنسپل نے شکایت کنندہ کو اس رقم کی ادائیگی کا سرٹیفکیٹ ہمیں بھیج دیا۔[56]

۴ ۔ سالانہ رپورٹ ۱۹۸۸ء معاملہ نمبر رجسٹرار ا/۱۵۰۳۴/۸۷ بعنوان "زمین کے معاوضہ کی عدم ادائیگی" کے تحت ایک شکایت کنندہ نے درخواست کی کہ اُسے اس کی زمین کا معاوضہ دیا جائے یا زمین واپس کی جائے جس پر ۱۹۷۵ء سے صحرائی رینجرز نے ناجائز قبضہ کر لیا تھا۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کے باوجود صحرائی رینجرز نے مبلغ -/۲۲۹۵۰۰ روپے کی وہ رقم اُسے ادا نہیں کی جس کے بارے میں عدالت میں فریقین کا تصفیہ ہوا تھا۔

اس شکایت کی اطلاع رینجرز کے اعلیٰ افسران کو کی گئی اور عدم ادائیگی کا جواز صحرائی رینجرز نے یہ پیش کیا کہ اس نے ۸۹ - ۱۹۸۸ء کے بجٹ میں اس رقم کا مطالبہ کیا ہے اس مطالبے کی فنانس ڈویژن کی طرف سے

قبولی یا عدم قبولی ایک طویل عمل ہے۔

ان حالات میں محتسب نے کہا کہ یا تو وہ ادارہ اس زمین کو خالی کر دے یا زمین کے استعمال کرنے کا معاوضہ زمین کی مالیت کے بارہ میں فی صد سالانہ کے حساب سے شکایت کنندہ کو ادا کرے۔ بعد میں شکایت کنندہ نے جذبہ تشکر سے اطلاع دی کہ اُسے معاوضہ کے طور پر مبلغ -/۵۸۷,۰۰۰ روپیے وصول ہوگئے ہیں[۸۷]

۵۔ سالانہ رپورٹ ۱۹۸۸ء کے معاملہ نمبر رجسٹرار ۱/۱٦۵/۸۸ بعنوان "پلاٹ کا قبضہ دلوانے میں تاخیر" کے تحت ایک شکایت کنندہ نے شکایت کی کہ کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی اسلام آباد نے اُسے ایک پلاٹ ۱۹۸۵ء میں الاٹ کیا تھا۔ پلاٹ کی قیمت تین مساوی قسطوں میں ادا کرنا تھی اس نے دو قسطیں ادا کر دیں اس نے وقتاً فوقتاً درخواستیں بھی دیں لیکن ابھی تک قبضہ نہیں دلایا گیا۔

تحقیقات کے بعد پتہ چلا کہ الاٹی کا قسط ادا کرنے کے باوجود نام ان لوگوں کی فہرست میں داخل تھا جنہوں نے ادائیگی نہیں کی تھی محتسب نے اس کو زیادتی قرار دیا اور سفارش کی کہ اس حکم کے اجرا کے تین دن کے اندر اندر شکایت کنندہ کو پلاٹ کا قبضہ دیا جائے[۸۸]

بہرحال وفاقی محتسب ان معاملات پر کارروائی کرتا ہے جن کا تعلق وفاقی محکموں (چند محکموں کے علاوہ) کے ساتھ ہوتا ہے اور شکایات کا تعلق تاخیر، بے توجہی/عدم توجہی، غفلت، نااہلی، خلاف قاعدہ/یکطرفہ فیصلے، امتیاز، طرفداری/جانبداری، مذموم مقاصد/بدنیتی، انتظامی زیادتی، اقربا پروری، خلاف قانون کارروائی، غیر قانونی اقدامات اور متعصبانہ یا غیر منصفانہ فیصلوں سے ہوتا ہے۔ محتسب معاملہ کی چھان بین کے بعد درست اقدام کی سفارش کرتا ہے اس طرح درخواست دہندہ کی داد رسی ہو جاتی ہے۔

ادارہ احتساب کی اہمیت

ادارہ احتساب اپنی افادیت کے پیش نظر پاکستانی عوام میں بہت اہمیت حاصل کر چکا ہے۔ کیونکہ یہاں گھر بیٹھے لوگوں کو انصاف ملتا ہے قائمقام وفاقی محتسب (سوم) جسٹس اسلم ریاض حسین کے ایک اخباری بیان کے مطابق ۸۸-۱۹۸۳ء تک گذشتہ چھ برسوں میں دو لاکھ چوبیس ہزار سے زائد درخواستیں موصول ہوئیں جن میں تریسٹھ فی صد کا ازالہ کیا گیا[۸۹]

انہی وفاقی محتسب نے جوڈیشنل اکیڈمی اسلام آباد کے ایک کورس میں شرکا کو خطاب کرتے

ہوئے ادارہ احتساب کی اہمیت کو یوں بیان کیا ۔

"وفاقی محتسب کا ادارہ غریب عوام کی عدالت بن گیا ہے اس دفتر میں شکایت کرنے والے اکثر غریب لوگ ہوتے ہیں جو وکیلوں اور عدالتوں کی فیس ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے یہ ادارہ غریب عوام اور ایڈمنسٹریٹرز کے درمیان ایک پل ہے"[۹۰]

پاکستان میں اس ادارے کی اہمیت کا اندازہ ان خطوط سے بھی ہوتا ہے جو بعض شکایت کنندگان نے وفاقی محتسبین کو لکھے ۔

۱ ۔ وفاقی محتسب کے ذریعہ مسئلہ کے حل ہونے پر ایک شکایت کنندہ نے لکھا ۔

میں آپ کا اور آپ کے محکمے کا بے حد مشکور ہوں ۔ آپ کی وساطت سے مجھے گھر بیٹھے انصاف مل گیا ۔ بے شک آپ کا محکمہ عوام کی بے حد خدمت کر رہا ہے اور عوام کو فخر ہے کہ ہماری شکایات کا ازالہ بطریق احسن آپ کے محکمے کی وساطت سے ہو جاتا ہے اور انصاف مل جاتا ہے[۹۱]

۲ ۔ وفاقی محتسب کی مداخلت سے پنشن ملنے پر ایک شکایت کنندہ نے لکھا ۔

" میں خداوند بزرگ و برتر سے دعاگو ہوں کہ وہ اسی طرح آپ کی بھی مدد فرمائے جس طرح کہ آپ نے میری پنشن کے سلسلہ میں مدد فرمائی "[۹۲]

ادارہ احتساب پاکستان سے متعلق ان معلومات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ادارہ اسلام کے نظام احتساب سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا ۔ کیونکہ اسلامی محتسب کے جو فرائض ماوردی (م ۴۵۰ھ) نے احکام السلطانیہ میں ، عبدالرحمان بن نصر شیرازی (م ۵۸۹ھ) نے نہایۃ الرتبہ فی احکام الحسبہ میں ، محمد بن محمد القرشی ابن الاخوۃ (م ۷۲۹ھ) نے معالم القربہ فی احکام الحسبہ میں اور محمد مبارک نے الدولۃ ونظام الحسبہ عند ابن تیمیہ میں بیان کئے ہیں اور جن کی تلخیص محمود غازی نے ادب القاضی میں یوں تحریر کی ۔

رمضان المبارک میں سر عام کھانے پینے سے روکنا ، جاہلوں کو عالم کہلوانے سے باز رکھنا ، عام مقامات پر غیر مرد و عورت کے میل جول کو روکنا ، اشیاء میں ملاوٹ کی روک تھام ، دھوکہ دہی اور ناپ تول میں کمی کا سدباب ، عطائیت کا خاتمہ ، ملازموں سے زیادہ کام لینے پر پابندی عائد کرنا ، مسافر گاڑیوں میں اوور لوڈنگ کی روک تھام ، کہانت اور نجومیوں کے کاروبار پر کنٹرول ، اوزان اور سکوں کی جانچ پڑتال اور ناجائز منافع خوری کو روکنا اسلامی محتسب کے بنیادی فرائض میں داخل ہیں[۹۳]

البتہ یہ ادارہ اسلام کے دیوان المظالم سے جزوی مماثلت رکھتا ہے کیونکہ ماوردی اور ابویعلیٰ (م ۴۵۸ھ) نے ناظر المظالم کے جو دس فرائض تحریر کئے ہیں ان میں ایک فرض رعایا پر حکام کی ظلم وتعدی اور تشدد کا ناجائز رویہ کی روک تھام ہے لہذا وفاقی محتسب پاکستان اس فرض کو بھی جزوی طور پر سرانجام دے رہا ہے اس لیے اس ادارے کا نام دیوان المظالم اور وفاقی محتسب کا نام وفاقی ناظر المظالم رکھنا زیادہ مناسب ہے۔[94]

مصادر و مراجع

1. Henry Smith Williams, The Historians History of the World, London, The Times, 1907, Vol.6, P.286
2. Dil Muhammad Malik, "Ombudsman - Development in Pakistan", Pakistan Law Journal and Magazine Supreme Court, Lahore, Punjab Bar Council Publications, 1982, Vol.10, P.96.
P.M. Hott, The Cambridge History of Islam, London, Cambride University Press, 1970, Vol.2 A.P.5560

۳ ابن الاثیر، اسد الغابہ، المکتبہ الاسلامیہ، تہران (ت-ن) ج ۴، ص ۳۳۰

۴ ابو یعلیٰ - الاحکام السلطانیہ، مطبعہ الحلبی، مصر، ۱۹۶۶ء، ص ۷۵

5. Phillip K. Hitt, History of the Arabs, London, Macmillan, 1981, P.322
6. Noah Webster, New Twenteeth Century Dictionary of the English, U.S.A., Scmon & Schuster, (N.D.), Vol.2, P.1247.
7. John B.Whittow, "Ombudsman", International Encyclopedia of the Social Sciences, London, The Macmillan Company, 1972, Vol.13, P.423.

8. Everyman's Encyclopedia, London, J.M. Derk & Sons Ltd.,1978, Vol.9, P.152.

9. Staccy Frank, Ombudsman Compared, London, Oxford Clarendon Press, 1978, P.1.

10. Ibid.

11. D.M. Malik, Ombudsman, P.97

12. Ibid.

13. Sexena D.R. Ombudsman (Lok Pal) New Delhi, Deep & Deep Publicatins, 1987, P.115.

14. D.M. Malik, Ombudsman, P.97-98

15. Ibid.

16. Donald C. Rowat, The Ombudsman Plan, New York, University Press of America, 1985, P.84

17. Ibid.

۱۸؎ عبدالحفیظ، وفاقی محتسب تعارف اور افادیت کا تنقیدی جائزہ، الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۰ء، ص ۱۹۶

19. D.M. Malik, Ombudsman, P.98

۲۰؎ عبدالحفیظ، وفاقی محتسب، ص ۱۸۹ - ۲۰۶

21. D.M. Malik Ombudsman. P.78

22. Ibid.

23. Clause 3, of the LokPall Bill, 1985, C.F., Sexena, Ombudsman, P.429.

۲۴؎ ارشاد احمد حقانی، کیا حکومت ہندوستان کی تقلید کی جرأت کرے گی؟ روزنامہ جنگ لاہور، جلد ۱۰ شمارہ ۲۲، ۲ جنوری ۱۹۹۵ء ص ۳

۲۵ے عبدالحفیظ، وفاقی محتسب، ص ۱۹۸

۲۶ے وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۷، ص ۴

27. S,.M. Haider, Public Administration and Administrative Law, Lahore, Pakistan Law Times, 1973, P.258.

۲۸ے رشوت کے لیے اس محکمے کا یہ طریق کار ہے کہ سب سے پہلے سرکاری ملازم کو رشوت نقد صورت میں وصول کرنے پر آمادہ کیا جاتا ہے اور اسے اس جگہ لایا جاتا ہے جہاں وہ رقم خود وصول کرے اس مقام پر اس محکمے کا کوئی بااختیار افسر چھپا ہوتا ہے تاکہ وہ موقع پر مرتشی ملازم کو گرفتار کر سکیں۔

۲۹ے عبدالحفیظ، وفاقی محتسب، ص ۲۱

30. D.M. Malik, Ombudsman, P.99

31. Ibid.

۳۲ے وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ، ۱۹۸۸ء ص ۱۰

۳۳ے روزنامہ، نوائے وقت، لاہور جلد ۵۱، شمارہ ۲۸، مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۰ء، ص ۱

۳۴ے عبدالحفیظ، وفاقی محتسب، ص ۴۳

35. D.M. Malik, Ombudsman, P.100
36. S.M. Haider, Public Service, Lahore, The Book House,1979, P.50
Editorial on "Vigilance Officers" Pakistan Times, Lahore, Vol.XXI, No.69, Dated April 14, 1967, P.6.
37. S.M. Haider, Public Service, P.51.
38. S.M. Haider, Ombudsman, P.100
39. S.M. Haider, Public Service, P.74, 122

۴۰ے روزنامہ امروز، لاہور، جلد نمبر ۲۴ شمارہ نمبر ۴۰۵، ۳۰ جنوری ۱۹۷۱ء ص ۱، اداریہ "سول انتظامیہ"

کی تنظیم نو" روزنامہ امروز ایضاً ص ۳

41. Safdar Mahmood, "The Constitutional Foundation of Pakistan, Lahore, Publishers United, 1976, P.724. Art.276, The Interm Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Manage Publications,1972

۴۲ء آئینی کمیٹی کے دو ارکان محمود علی قصوری اور سردار شوکت حیات نے اس حذف کی مخالفت کی تھی۔

The Gazette of Pakistan, Extra Ordinary No.F.23(8) 72-
Legis of Dec.31, 1972 C.F. D.M. Malik, Ombudsman, P.100

۴۳ء روزنامہ، نوائے وقت لاہور، مورخہ یکم فروری، ۱۹۷۱ء، ص ۸
روزنامہ، امروز لاہور، مورخہ یکم فروری، ۱۹۷۱ء، ص ۲
۴۴ء وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۸ء ص ۱۰
۴۵ء روزنامہ امروز، لاہور، مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۹ء، ص ۲
۴۶ء نگران کمیشن کا یہ اختیار موجودہ وفاقی محتسب کو بھی نہیں اس لیے کہ محتسب کے لیے ضابطہ کی دفعہ ۱۲ میں ہے "اگر محتسب کی طرف سے کسی سفارش کی تعمیل کے سلسلہ میں کسی ایجنسی میں کسی سرکاری ملازم کی طرف سے خلاف ورزی سفارشات ہو تو محتسب معاملہ صدر کو بھیج سکے گا جو اپنی صوابدید پر ایجنسی کو سفارش کی تعمیل کرنے پر ہدایت دے سکے اور بجنسہ محتسب کو مطلع کر سکے گا۔
۴۷ء پنجاب انتظامیہ نگران کمیشن کا فرمان ملحق عبدالحفیظ، وفاقی محتسب، ص ۶۶
۴۸ء پنجاب انتظامیہ نگران کمیشن کی سالانہ رپورٹ ۸۱-۱۹۸۰ء بحوالہ ایضاً ص ۶۸
۴۹ء عبدالحفیظ، وفاقی محتسب ص ۶۹
۵۰ء ایضاً ص ۶۹ - ۷۰

51. The Punjab Code, Lahore, Govt. of the Punjab (Law Department), 1982, Vol.VI, P.754

۵۲ روزنامہ مشرق، لاہور، مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۸۳ء ص ۱

۵۳ ابتدائی کلمات، فرمان صدر، مجریہ ۱۹۸۳ء

۵۴ وفاقی محکموں میں سے فاٹا سے بلواسطہ متعلق امور، ڈیفنس ڈویژن ڈیفنس پروڈکشن ڈویژن، بالواسطہ بری، بحری اور فضائی افواج اور کوئی بھی ادارہ یا محکمہ جو براہ راست یا بلواسطہ ان ڈویژنوں یا افواج کے کنٹرول میں ہو یا ان سے متعلق ہو۔ صدر پاکستان نے ایک نوٹیفکیشن مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۸۴ء کے تحت وفاقی محتسب کے دائرہ اختیار سے خارج کر دیے ہیں (سالانہ رپورٹ وفاقی محتسب ۱۹۸۴ء ص ۲۸ - ۲۷)

۵۵ اعلیٰ عدالتی کونسل ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۲۰۹ (اے) کے تحت تشکیل دی گئی ہے جس کے ارکان یہ ہیں۔ چیف جسٹس سپریم کورٹ، دو سینئر جج سپریم کورٹ، دو سینئر چیف جسٹس ہائی کورٹس۔

(Constitution of Pakistan, 1973, Lahore, Kausar Brothers, 1986, P.85)

۵۶ (۱) وفاقی محتسب (اول) سردار محمد اقبال چیف جسٹس (ریٹائرڈ) لاہور ہائی کورٹ ۸ اگست ۱۹۸۳ء - ۷ اگست ۱۹۸۷ء

(۲) قائم مقام وفاقی محتسب (دوم) شفیع الرحمٰن، جسٹس سپریم کورٹ، ۱۳ اگست ۱۹۸۷ء ۱۰ اپریل ۱۹۸۸ء

(۳) قائم مقام وفاقی محتسب (سوم) اسلم ریاض حسین جسٹس سپریم کورٹ ۱۸ اپریل ۱۹۸۸ء ۲۷ مارچ ۱۹۹۱ء

(۴) وفاقی محتسب (چہارم) عثمان علی شاہ جسٹس (ریٹائرڈ) پشاور ہائی کورٹ ۲۸ مارچ ۱۹۹۵ء - تا حال

۵۷ دفعہ ۹ کی شق (۱) یہ ہے۔ محتسب کسی شخص متضرر کی شکایت پر صدر وفاقی کونسل یا قومی اسمبلی جیسی بھی صورت ہو کی طرف کسی استصواب پر یا عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کے سامنے کسی قانونی کارروائی کے دوران اس کی طرف سے کی گئی تحریک پر یا خود اپنی تحریک پر کسی ایجنسی یا اس کے افسران یا ملازمین میں سے کسی کے خلاف بد انتظامی کے کسی الزام کی تحقیقات کر سکے گا۔

۵۸ قرق امین، قرقی کرنے والے کچہری کے ناظر کو کہتے ہیں (مرزا مقبول بیگ بدخشانی، اردو لغت

مرکزی اردو بورڈ، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۲۹۱)

۵۹؎ ایجنسی سے مراد وفاقی حکومت کی کوئی وزارت، شعبہ، محکمہ، کمشن یا دفتر یا وفاقی حکومت کی طرف سے قائم کردہ یا منضبط کردہ کوئی آئینی کارپوریشن یا دیگر ادارہ مراد ہے مگر اس میں عدالت عظمیٰ، اعلیٰ عدالتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت یا کوئی عدالت عالیہ شامل نہیں (وفاقی محتسب کی رپورٹ ۱۹۸۳ء، ص ۷۵)

۶۰؎ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ، ۱۹۸۶ء، ص ۵۸ - ۶۱

۶۱؎ ایضاً

۶۲؎ ایضاً، ص ۵۹

۶۳؎ عبدالحفیظ، وفاقی محتسب، ص ۹۹

۶۴؎ ایضاً

۶۵؎ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ، ۱۹۸۶ء ص ۳۰۶

۶۶؎ ایضاً ۳۰۷

۶۷؎ ایضاً

۶۸؎ ایضاً، ۱۹۸۷ء ص ۳

۶۹؎ ایضاً ص ۱۹ - ۲۰

۷۰؎ ایضاً

ادارتی نوٹ، "صوبائی محتسب مقرر" روزنامہ جسارت، کراچی، یکم اپریل، ۱۹۸۸ء ص ۵

۷۱؎ ادارتی نوٹ، "صوبائی محتسب مقرر کرنے کا فیصلہ" روزنامہ جنگ لاہور ۱۵ جولائی، ۱۹۸۸ ص ۸

۷۲؎ امروز و فردا، روزنامہ امروز، لاہور، مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۸۸ء ص ۳

۷۳؎ روزنامہ نوائے وقت لاہور، مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۸۸ء ص ۱، ۷

۷۴؎ روزنامہ جنگ لاہور، مورخہ ۶ جون ۱۹۹۰، ص ۷، ۸

۷۵؎ روزنامہ پاکستان، لاہور، مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء ص ۲، ۱۱

۷۶؎ Aditorial on "Provincial Mohtesib" Daily Pakistan Times, Lahore, dated 27 Feb.1986, P.3

۷۷ؔ روزنامہ پاکستان، لاہور، مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء، ص ۸
۷۹ؔ قاضی حسین احمد "اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت کے لیے ترجیحی پروگرام" روزنامہ جنگ لاہور، مورخہ ۶ جنوری ۱۹۹۱ء، ص ۵
۸۰ؔ اداریہ بعنوان ، وفاقی محتسب کے ادارہ کی افادیت، روزنامہ جنگ لاہور، مورخہ ۶ جنوری، ۱۹۹۱ء، ص ۵
۸۱ؔ اداریہ بعنوان "وفاقی محتسب کا ادارہ" روزنامہ مشرق، لاہور، مورخہ ۲۲ جون ۱۹۸۹ء، ص ۲
۸۲ؔ روزنامہ جنگ لاہور، ۷ اگست ۱۹۹۰ء ص ۱
۸۳ؔ روزنامہ نوائے وقت، لاہور، مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۲ء، ص ۱، ۱۱
۸۴ؔ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ، ۱۹۸۳ء ص ۱۵۶
۸۵ؔ وفاقی کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۴ء، ص ۳۸۶ - ۳۸۷
۸۶ؔ ایضاً ۱۹۸۷ء، ص ۱۱۵
۸۷ؔ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۸ء ص ۱۵۲ - ۱۵۳
۸۸ؔ ایضاً ۱۹۸۸ء، ص ۳۱
۸۹ؔ روزنامہ جنگ لاہور، مورخہ ۹ جون ۱۹۹۰ء ص ۲، ۷
۹۰ؔ ایضاً مورخہ ۶ جون ۱۹۹۰ء ص ۷، ۸
۹۱ؔ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ، ۱۹۸۸ء، ص ۳۱۳
۹۲ؔ ایضاً ۱۹۸۸ء ۳۱۵
۹۳ؔ محمود احمد غازی، ادب القاضی، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء، ص ۳۷۷
۹۴ؔ ماوردی، احکام السلطانیہ، مکتبہ حلبی۔ مصر، ۱۹۶۶ء، ص ۸۰
محمد الفرا ابویعلی، احکام السلطانیہ طبعہ ثانیہ، مکتبہ حلبی، مصر، ۱۹۶۶ء، ص ۷۶